1400



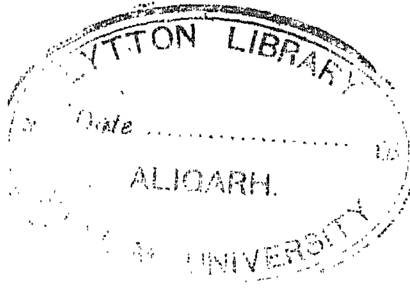
بچوں کے لئے ڈراما

محنت

از

محمد عبد الغفار مدھولی، اُستاد مدرسہ ابتدائی

جامعہ ملیہ اسلامیہ، دہلی



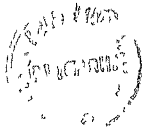
مکتبہ جامعہ
دہلی، نئی دہلی، لاہور، لکھنؤ، بمبئی

بار سوم ۲۰۰۰ قیمت ۲ر

سنہ ۱۹۲۵ء

دیال پریس دہلی۔





اشخاص ڈراما

(جس ترتیب سے وہ اسٹیج پر آتے ہیں)

۱۔	انور	قصبہ کا ایک زمیندار
۲۔	اشرف	انور کا دوست
۳۔	احمد	فقیر کا لڑکا
۴۔	صادق	چق بیچنے والا
۵۔	منصور	صادق کا چھوٹا لڑکا۔ عمر ۵ سال
۶۔	دوست	صادق کا دوست
۷۔	مہمان	صادق کا مہمان
۸۔	منو	صادق کا بڑا لڑکا۔ عمر ۱۴ سال
۹۔	مالی	
۱۰۔	منصور	انور کا چھوٹا بیٹا۔ عمر ۵ سال
۱۱۔	پریس مین	مطبع کا ایک ملازم
۱۲۔	ستو	وہی پریس پر ڈنڈا گھمانے والا۔
۱۳۔	مزدور	دوسرا ڈنڈا گھمانے والا
۱۴۔	چند طالب علم	

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محنت

پہلا حصّہ

پہلا منظر

(انور کا باغیچہ۔ انور پودوں کو پانی دے رہا ہے۔ انور کا دوست اشرف داخل ہوتا ہے)

اشرف۔ محنت۔ محنت، دن رات محنت۔

انور۔ (مڑکر) اخاہ۔ اشرف صاحب۔ تشریف لائیے (پھر پانی دیتا ہے۔)

اشرف۔ آخر محنت کی کوئی حد بھی ہے؟

انور۔ (پانی دیتے ہوئے) کیوں نہیں۔

اشرف ۔ غیر۔ میں اس نئی بحث میں پڑنا نہیں چاہتا۔ میں توکل والی بحث کا فیصلہ چاہتا ہوں ۔

انور ۔ (کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) ہاں۔ آپ کرسی پر تشریف رکھئے۔ بس ایک کام اور رہ گیا ہے کوئی پانچ منٹ اور صرف ہوں گے۔ بس میں ابھی آیا۔ (گملے کی مٹی نرم کرتا ہے)

اشرف ۔ (کرسی پر بیٹھ کر اخبار "مزدور" کا مطالعہ کرتا ہے)

انور ۔ (ہاتھ منہ دھو کر چہرہ کو تولیہ سے صاف کرتے ہوئے) سنائیے جناب

اشرف ۔ آپ بیٹھ جائیے

انور ۔ (تولیہ کو ایک طرف رکھ کر بیٹھ جاتا ہے)

اشرف ۔ تو کیا اب تک آپ اسی بات پر اڑے ہوئے ہیں کہ صرف رفتہ رفتہ محنت و مشقت کرنے سے انسان دولت مند بن سکتا ہے

انور ۔ آپ ایک بات اور چھوڑ گئے ہیں ۔ نہ صرف دولت مند بلکہ کامیاب انسان ۔

اشرف ۔ آپ واقعات سے چشم پوشی کرتے ہیں ۔ میں اب بھی کہتا ہوں کہ دولت مند بننے کے لئے محنت سے کہیں زیادہ ضروری

ضرورت ہے، دولت مند کے بیٹے ہمیشہ دولتمند ہوتے ہیں
روپیہ انسان کے حوصلے کو بڑھاتا ہے. جس تدبیر کی تکمیل کے
لئے ایک مزدور دن رات خواب دیکھا کرتا ہے. روپیہ چند لمحوں
میں اس کی تعبیر دکھاتا ہے۔

انور ۔ مگر جس محنت و مشقت سے ایک مزدور اپنی تدبیریں کامیاب
ہوتا ہے۔ اس کی حقیقی مسرت کو کون پا سکتا ہے؟

اشرف ۔ یہ سب دل بہلانے کی باتیں ہیں۔

انور ۔ علاوہ ازیں روپیہ کا مصرف ۔

اشرف ۔ (بات کاٹ کر) بس لے دے کے ایک مصرف کا بہانہ رہ گیا
ہے جس کی آپ ہمیشہ آڑ لیا کرتے ہیں۔

انور ۔ خیر تو اس قصے کو یوں ختم کیجئے کہ کسی غریب پیشہ ور کو آپ اکھٹا
روپیہ دیدیجئے اور اس کی توقع رکھئے کہ وہ بہت جلد امیر
کبیر بن جائے گا. برخلاف اس کے میں ایک غریب لڑکے
کو محنت کرنی سکھاتا ہوں۔ دونوں کا انجام آپ کے سامنے
ہوگا۔

اشرف۔ میں بھی آج یہی سوچ کر گھر سے چلا تھا۔

(دروازے پر فقیر کے لڑکے کی صدا آتی ہے)

لڑکا۔(فقیرانہ لباس میں آواز لگاتے ہوئے)

دے دے خدا کی راہ میں پیارے ہمت ہو گر دینے کی
چاہے اگر تو مانگ لے اس سے ہمت ہو گر لینے کی
دے دے ———————

انور۔ دیکھئے ایک غریب کا لڑکا روزانہ اس وقت بھیک مانگنے آتا ہے۔
میں اسی کو راہ راست پر لانے کی کوشش کروں گا۔

اشرف۔ بہتر ہے۔ آپ اپنا کام شروع کر دیجئے۔ اس کے بعد ہی کسی
غریب پیشہ ور کا انتخاب کر کے میں آپ کے سامنے بہت
سا روپیہ اسے دے دوں گا۔

(دروازے کے قریب آکر)

دے دے خدا کے راہ میں پیارے ہمت ہو گر دینے کی
چاہے اگر تو مانگ لے اس سے، ہمت ہو گر لینے کی
دے دے ———————

انور ۔ (آواز دیتے ہوئے) بچے ——— او میاں ———
اندر آؤ۔

لڑکا ۔ اجی میں فقیر ہوں۔

انور ۔ ڈرو نہیں۔ دیکھو یہ باغ ہے۔ تمھیں یہاں سے روٹی مل جائے گی۔

لڑکا ۔ اجی مجھے پیسہ چاہیئے۔ (لڑکا باغ میں جاتا ہے)

انور ۔ ایک ہی بات ہے ——— یہ بتاؤ تم تو اچھے خاصے ہو (لڑکے کے ہاتھ کو دیکھتے اور ہلاتے ہوئے) دیکھو کیسے مضبوط ہو چہرہ پر گرد ہے اسے دھو لو تو کتنے خوبصورت معلوم دو گے۔

لڑکا ۔ (ہاتھ چھڑاتے ہوئے) بابو جی پیسہ دے دو۔

انور ۔ ہاں پیسہ مل جائے گا۔ لیکن تم محنت کیوں نہیں کرتے

لڑکا ۔ بابو جی پیسہ دے دو۔ (جانے لگتا ہے)

انور ۔ (آواز دیتے ہوئے) بچے سنو (چمکار کر) تم کچھ لکھ پڑھ بھی سکتے ہو۔

لڑکا ۔ (جو تھوڑا بہت لکھ پڑھنا جانتا ہے) اجی بالکل نہیں۔ میں نے تو مدرسہ دیکھا بھی نہیں۔

انور ۔ اگر تمھیں لکھنا پڑھنا سکھا دیں تو ۔
لڑکا ۔ (پہلی طرز میں) بابو جی پیسہ دے دو ۔
انور ۔ ہاں ہاں پیسہ لے لو ۔ اچھا ہمارا ایک گملا سوکھا پڑا ہے اس
میں پانی دے دو اور پیسہ لے جاؤ
لڑکا ۔ بابو جی میرا باپ بھوکا ہے ۔ بہت دیر کا نکلا ہوں پیسہ دے دو ۔
انور ۔ کونسی دیر ہوئی جاتی ہے ۔ بابا سے کہدینا کہ ایک صاحب
نے کام سے روک لیا تھا
لڑکا ۔ اجی ایسی بات سے میرا باپ مارتا ہے ۔ ایک دفعہ وہ جو بابو
جی ہے نا ـــــ (کسی طرف اشارہ کرتے ہوئے) بولے ـــــ
لکڑی گھر پہونچا آ ـــــ پیسہ دے دوں گا ـــــ میں لکڑی پہونچا
کر باپ کے پاس پیسہ لے گیا ـــــ بابا خفا ہوا بولا ـــــ مانگنے
سے تو چار پیسے مل جاتے ہیں ـــــ تو محنت کر کے ایک پیسہ لایا
ایسے کام مت کیجئو ـــــ بس مانگے جا ۔
اشرف ۔ دیکھا جناب ۔ محنت آسانی سے قبول کی جاتی ہے کہ روپیہ
انور ۔ (لڑکے سے) خیر ـــــ میں ایک پیسہ کی بجائے دو پیسے دونگا ۔

تیرا باپ بھی خوش ہو جائے گا۔ لو (فوارہ دیتے ہوئے)

فوارہ لو اور پانی دو۔

لڑکا (خوش ہو کر) اللہ بابو جی کا بھلا کرے،

لڑکا فوارہ لے لیتا ہے۔ دونوں انور اور اشرف ایک طرف ہو جاتے ہیں۔

لڑکا۔ (لڑکا فوارے سے پانی دینے کے بعد) بابو جی پیسے دے دو۔

انور۔ (پیسے دیتے ہوئے) لو پیسے۔ شاباش (پیٹھ ٹھوکتے ہوئے) ہمارے ہاں روز آیا کرو اور اسی طرح پیسے لے جایا کرو۔

لڑکا۔ اچھا بابو جی (جاتے ہوئے)

دے دے خدا کی راہ میں پیارے ہمت ہو گر دینے کی
چاہے اگر تو مانگ لے اس سے ہمت ہو گر لینے کی
دے دے ———

(پردہ)

دوسرا منظر

(صادق - چق فروش کا چھوٹا سا گھر - الگنی پر میلے کچیلے کپڑے پڑے ہیں - صادق چقوں کی مرمت کر رہا ہے - چھوٹا لڑکا قریب میں کھیل رہا ہے -)

صادق - (چق ٹھیک کرتے ہوئے) آج کل بجار کتنا مندا ہے آدمی ڈولے ڈولے پھرتے ہیں - کوئی کوڑی کو نہیں پوچھتا ہے اللہ تیرا شکر ہے —— چار چھ آنے روز مل جاتے ہیں بال بچوں کا گجارا ہو جاتا ہے —— مگر جی یہ بھی کوئی جندگی ہے لوگ مجھے اڑاتے ہیں —— انھیں کھانے کا فکر —— کال پڑے یا آدمی بادشاہ ہو جائیں انھیں کیا لینا کسی نے امیر سے پوچھا —— بھیا کال پڑا ہے کھیر بھی ہو کہنے لگے —— کھیر کبھی کچھڑی تو کہیں نہیں گئی

(انور اور اشرف داخل ہوتے ہیں -)

اشرف - دیکھئے یہی شخص ہو تو ملی ایدبکا

انور ۔ مناسب ہے ۔
صادق ۔ (اپنے آپ سے) اللہ اگر مجھے من مانا روپیہ مل جائے تو امیر کبیر بن جاؤں ۔ گریبوں کی دیکھ بھال کروں ۔
محل بنواؤں ــــ گھوڑے گاڑی رکھوں ۔ ــــ سواری میں سیر کو جایا کروں ــــ اس بچے کا بیاہ (بچے کی طرف اشارہ کرکے) دھوم سے رچاؤں ــــ اگر کوئی پاجی پنے سے میرے ساتھ بولے تو ایسی لگاؤں (بے خبری) میں بچے کی طرف اُلٹا ہاتھ مارتا ہے ۔ بچہ روتا ہے انور اور اشرف ہنستے ہیں ــ صادق جلدی سے بچے کو گود میں اٹھا لیتا ہے)
صادق (چمکارتے ہوئے) ہائے میرے لال کو ــــ تجھے کس نے مارا ــــ کون چڑیل آئی تھی ــــ وہ کون موا تھا ــــ (بچے کو سمجھانے کے لئے اوپر اشارہ کرتے ہوئے) ہش ہش وہ بھاگ گیا ــــ اب مت رو میرے بالے (بچے کو چھوڑ دیتا ہے)
اشرف ۔ (قریب آکر) کہو صادق کیا حال ہے ؟

صادق۔ (اٹھ کر) اچھا ہوں گریب پرور
اشرف۔ کاروبار کیسا ہے ؟
صادق۔ اجی گجر ہو ہی جاتی ہے
اشرف۔ تمھیں بہت سا روپیہ دیدیا جائے تو کیا کروگے ؟
صادق۔ اجی ہم کہاں کے بھاگوان ـــــ کسی کے دئے سے پورا پڑے ہے۔
انور۔ سچ ہے۔
اشرف۔ (نوٹ نکال کر) یہ پانسو روپیہ لو اور چاہے جیسا روزگار کرو۔
صادق۔ (مسکرا کر) حجور کاہے کو مجاک کرتے ہو۔
اشرف۔ (سمجھاتے ہوئے) نہیں۔ نہیں ہم اسے واپس لے لیں گے تمھارے کام میں جب نفع ہو تو واپس کردینا (اشرف روپیہ زبردستی ہاتھ میں دے دیتا ہے۔ انور اور اشرف دونوں جانے لگتے ہیں۔ صادق ایک ہاتھ میں روپیہ لئے اور دوسرا ہاتھ دونوں کی طرف کئے منہ کھولے مبہوت کھڑا ہے کبھی دولہا

کو کبھی مہمان کو دیکھتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ دونوں غائب ہو جاتے ہیں)

صادق۔ (رپوں کو دیکھ کر) ہیں پانسو! —— کیا وہ سچ مچ روپیہ دے گئے۔ —— (رپوں کو دیکھتا ہے) دام کھرے ہیں۔ (آسمان کی طرف دیکھ کر ہاتھ اٹھاتے ہوئے) اے پالن ہار —— تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے —— اب روپیہ کھرچ کرنے کی کوئی بات سوچوں —— کیا مُصوا (صادق کا چھوٹا لڑکا) کا بیاہ رچاؤں؟ —— ابھی تو وہ ننھا ہے —— کیا کوئی بڑا بیوپار کروں؟ —— اجی یہ تو ہوتا ہی رہے گا جندگی کا کیا بھروسہ ہے —— پہلے مُصوا کا بیاہ رچاؤں پھر بیوپار کروں —— کل کو مر گئے تو ساری آرجُو دل ہی میں رہ گئی —— (بچے سے) ارے مُصوا تیرا بیاہ رچاؤں تو گھوڑا چڑھے گا؟

مُصوا۔ آں —— گھوڑا چڑھوں گا (دوڑ کر لکڑی کا گھوڑا لا کر سواری کرتا ہے)

صادق۔ (ہنس کر) ارے منحے، سچ مچ کا گھوڑا ——

(پردہ)

تیسرا منظر

(صادق کا مکان ـــــ شادی کی دھوم ہے۔ براتی جمع ہیں۔
صادق مشغول نظر آتا ہے۔ ایک مہمان داخل ہوتا ہے۔)

صادق۔ (استقبال کرتے ہوئے) آؤ جی آؤ ـــــ یہاں بیٹھ جاؤ
(مہمان حقہ پینے والوں کے پاس بیٹھ جاتا ہے)

پہلا مہمان۔ بھایا یہ صادق کا دل ہے جو دھوم کی شادی رچائی ہے

دوسرا مہمان (کش لگا کر) بھائی کیوں نہ رچائے۔ روپیہ پیسہ ہاتھ کا میل ہے۔ کماتے اسی لئے ہیں کہ بال بچوں کی خوشی دیکھیں۔

منّو۔ (داخل ہو کر) بابا ـــــ باجے والے کہتے ہیں پندرہ روپیہ سے کم پہ نہ آئیں گے اور وہ بھی آدھا روپیہ پہلے لیں گے۔

صادق۔ ارے دیوانے یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے۔ پندرہ نہیں بیس پر آ جائیں گے (گانٹھ سے دس روپیہ گن کر دیتا ہے۔ لڑکا جانے لگتا ہے) اور سُنیو ـــــ جرا جلدی لانا۔

(مالی سہرا لے کر داخل ہوتا ہے)

مالی ۔ صادق میاں لیجئے دولھے میاں کا سہرا ۔

صادق (خوش ہو کر) بھائی خوش رہو جلدی آئے ۔ (مقررہ روپیہ دیتا ہے ۔)

مالی ۔ صاحب کچھ انعام بھی دلوائے ——— یہ خوشی کا وقت ہے ۔

پہلا مہمان ۔ جو ٹھہرایا تھا دے دیا ۔ اب کیا لینا دینا ہے ۔

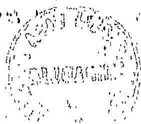
دوسرا مہمان ۔ (کش لگا کر) اجی یہ مان کی بات ہے خوشی کے کام ہیں ۔ لینا دینا تو ہوتا ہی ہے ۔

صادق ۔ لے بھائی تو بھی خوش رہ (مزید روپیہ دیتا ہے)

منو ۔ (داخل ہو کر) بابا ۔ بینڈ باجے والے کہتے ہیں ۔ تیس روپیہ سے کم پر نہ آئیں گے !

پہلا مہمان ۔ اجی ہٹاؤ ۔ اپنا دیسی باجہ بس ہے ۔ کہاں کا بینڈ ۔

دوسرا مہمان ۔ صادق بھیا ——— چاہے اور کچھ نہ ہو مگر بینڈ باجہ ضرور ہو ——— اور تو اور وہ مراد شاہ نے جو اپنی بیٹی کا بیاہ رچایا تھا ۔ کیسے کیسے باجے تھے ۔



۳۳۴۳۴۴

صادق - اجی منع کون کرے ہے۔ میں تو کہوں چار بجتیر اور آ جائیں۔
(روپیہ گن کر دیتا ہے)

پہلا مہمان - (دوسرے سے) اجی کھرچ کی بھی سوچ جاتی ہے اللہ رکھے
ابھی اور کام کاج ہیں۔

دوسرا مہمان - اجی کھرچ سسرے کا کیا ہے۔ اور کما لیں گے۔

صادق - (کش لگا کر) بھیا ملو (دوسرا مہمان) بات یوں ہے کہ میں
نے منوا کا بیاہ بس چلتا ہی کیا تھا ــــــ جندگی کا کیا
بھروسہ ــــــ منوا کی ماں کہتی ہے چار پیسے لگا دو
ــــــ سو میری بھی یہی رائے ہے

دوسرا مہمان - ہاں جی ریت کی بات ہے۔

منو (داخل ہو کر) بابا ــــــ وہ گھوڑے والا کہتا ہے پانچ
روپیہ لوں گا۔

دوسرا مہمان - گھوڑا کونسا ہے؟

صادق - (کھڑے ہوتے ہوتے) وہی بھولا سنگھ کا۔

دوسرا مہمان - (جو صادق کا دوست ہے) اجی ہٹاؤ وہ بھی کوئی گھوڑا

ہے صادق بھائی وہ سرکاری گھوڑا منگواؤ ـــــ جاننے سے جاننے دس روپیہ کھرچ ہوں گے۔

صادق۔ (منو کو ایک طرف لے جاکر) بیٹے میرے پاس تو پانچ روپلی رہ گئے ہیں یہ لے (دیتا ہے) اور تو میرے پاس نبٹ چکا۔ تیری ماں نے پچاس بچا رکھے تھے اس سے لے لیجیو۔

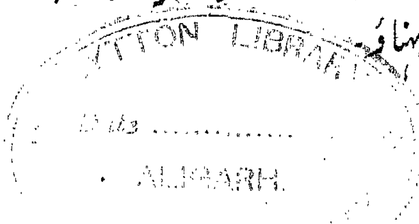
مُنّو اجی وہ موہن کہتا ہے کہ اپنے بابا سے کہیو سو ڈیڑھ سو کی جرورت ہو تو ہم سے لے جائے۔

صادق۔ اب جئی تو کرنا ہو گا۔

(مُنّو جاتا ہے)

صادق (مہمانوں سے) ہاں صاحب گھوڑا آجائے گا۔ (باجے کی آواز سُنائی دیتی ہے) ارے اب آئے باجے والے ـــــ اتنی دیر لگا دی۔ بھیا تو بیٹھے کیا ہو چلو دو لھامیاں کو کپڑے پہناؤ۔

(پردہ)



چوتھا منظر

(راستہ۔ صادق کے لڑکے کی برات راستے سے گذر رہی ہے برات کے ساتھ مختلف قسم کے باجے ہیں)

ڈراپ سین

دوسرا حصّہ

پہلا منظر

(انور کا باغیچہ۔ فقیر کا لڑکا جس کا نام احمد ہے، زمین کھود رہا ہے تھکن دور کرنے کے لئے وہ تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ جاتا ہے۔

احمد۔ (جلدی جلدی سانس لیتے ہوئے) کتنی ساری زمین کھودی اب ایک ٹکڑا اور ہے (پسینہ پونچھتا ہے) آہا کیسی ٹھنڈی ہوا ہے ـــــ میں کہاں گلیوں میں مارا پھرتا تھا ـــــ کیسی کیسی جھڑکیاں کھاتا تھا ـــــ سب کا بچا کھچا اور وہ بابو کا چھوٹا ـــــ اخ (بُرا منہ بناتا ہے) ـــــ کھڑے کھڑے پاؤں سن ہو جاتے تھے ـــــ اب دوڑتا ہوں ایسے جیسے نواب صاحب کا گھوڑا ـــــ وہ بابو صاحب تو پہلے دیکھتے ہی نہ تھے اب گھور گھور کر دیکھتے ہیں ـــــ خیر جی کام کرو (کدال اٹھا کر زمین کھودتا ہے)

احمد۔ (کنکر پتھر الگ پھینکتے ہوئے) کیسی پتھریلی زمین ـــــ خیر جی

میرے پاس بھی کدال ہے) اب وہ تھکن دور کرنے کے لئے یہ گیت گن گناتا ہے۔)

(پردہ)

احمد۔

(۱) بار دباراں کی بھی سہہ لوں گا میں ساری سختیاں
ہاں مشقت کو بھی خاطر میں نہ لاؤں گا گراں
(۲) گر مری ان کوششوں اور محنتوں کے فیض سے
ایک چھوٹا سا چمن پروان چڑھے پھولے پھلے

منصور۔ (انور کا چھوٹا بیٹا داخل ہو کر) احمد بھیا یہ نظم لکھ دو

احمد۔ مجھے کام کرنا ہے۔ میں اب نہیں لکھتا۔

منصور۔ (کدال پکڑ کر ضد کرتے ہوئے) نائی ـــ نائی ـــ میں تو لکھوا لوں گا۔

احمد۔ اچھا اچھا کدال تو چھوڑ دو۔

منصور (بدستور ضد کرتے ہوئے) نائی ـــ نائی ـــ

احمد۔ اچھا ہم نظم اس وقت لکھ دیں گے جب تم یہ روڑے پتھر

کنکر ایک ٹوکری میں ڈال کر گڈھے میں پھینک آؤ۔

(منصور کنکر پتھر گڈھے میں پھینکتا ہے)

منصور (کام ختم کرنے کے بعد) سب پھینک دئے اب لکھدو

احمد۔ ایک گملے میں اور پانی دے دو بس ضرور لکھوں گا۔

منصور (پانی دیتے ہوئے مڑکر) اچھی طرح لکھوا لوں گا (کام کرنے کے بعد) چلو اب لکھدو

احمد۔ کاغذ پنسل لاؤ۔

(منصور دوڑکر کاغذ پنسل لاتا ہے)

منصور۔ لیجئے۔

احمد۔ (لکھتے وقت لفظوں کو الگ الگ ادا کرتا ہے۔)

باد و باراں

منصور۔ ماسٹر جی نے کہا تھا باد کا املا تو "ع" سے ہے۔

احمد۔ (مسکراکر) وہ بعد تھوڑا ہی ہے یہ "باد" ہے اس کے معنی ہوا ہیں۔

احمد جس وقت آخری شعر لکھتا ہے انور داخل ہوتا ہے)

انور ۔ (تعجب سے) کیا تم لکھنا بھی جانتے ہو!
(احمد شرم سے سر نیچا کر لیتا ہے)
انور۔ دیکھوں کیا لکھا ہے (غور سے دیکھتا ہے)
احمد بابو صاحب میں نے اُس دن آپ سے جھوٹ کہا تھا میرے باپ نے کہا تھا کہ بابو لوگ پوچھیں تو لکھنے پڑھنے کا حال نہ بتایو نہیں تو روٹی کے ٹکڑے پر وہ تجھے رکھ لیں گے۔
وہ چاہے جو باتیں کریں، بس یہی کہنا" بابو جی پیسہ دے دو ۔۔۔۔ میں تو تیسری جماعت میں پڑھتا تھا۔
انور ۔ (خوش ہو کر) اگر میں تمھیں کچھ وقت کے لئے مدرسہ میں داخل کر دوں تو تم پڑھا کرو گے؟
احمد۔ (خوش ہو کر) میں پڑھا کروں گا ۔۔۔۔ منصور میاں کے ساتھ جایا کروں گا۔
منصور۔ (باپ کی طرف سر اونچا کرتے ہوئے) اور ابا جی یہ میرے ساتھ تیسری جماعت میں ہوں گے۔

(پردہ)

دوسرا منظر

انور کا ملاقاتی کمرہ ۔ میز پر چند کاغذات ایک طرف رکھے ہیں اشرف داخل ہوتا ہے ۔)

اشرف ۔ السلام علیکم انور صاحب

انور ۔ وعلیکم السلام بھائی اشرف ، آپ بمبئی سے کب واپس ہوئے ہیں ۔

اشرف ۔ آج دوسرا دن ہے سنائیے لڑکے کا کیا حال ہے ۔ بھیک مانگنے کا کونسا درجہ سکھا دیا ؟

انور ۔ اگر آپ اس کی کوششوں سے واقف ہوتے تو یہ سوال نہ کرتے !

اشرف ۔ اجی واقف ہو کر کیا کرتا ۔ یہی ہوا ہوگا کہ پہلے بھیک مانگنے میں وہ چار گھنٹے محنت کیا کرتا تھا اب باغیچہ میں دو گھنٹے کے لیے گھاس کھودتا ہوگا ۔

انور ۔ جی نہیں آج کل وہ ایک مدرسہ میں ہے جہاں مزدوری

بھی کرتا ہے اور جماعت کے ساتھ پڑھتا بھی ہے۔ دیکھنے میں اب بھی کہتا ہوں کہ محنت ترقی کا زینہ ہے۔ بچے کے داخلے کے وقت بڑی دشواریاں پیش آئی تھیں لیکن بالآخر پرنسپل صاحب نے اس شرط پر داخلہ منظور کر لیا کہ وہ پڑھنے کے ساتھ ساتھ مدرسہ کے کسی شعبہ میں کچھ کام بھی کرے۔

آج کل وہ مطبع میں کام کرتا ہے۔ پرنسپل صاحب کا خط آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں (کاغذات میں سے خط نکال کر پڑھتا ہے۔)

مکرم بندہ تسلیم

پچھلی خط و کتابت سے آپ اس نتیجہ پر پہونچ گئے ہوں گے کہ داخلے کے بارے میں جو کچھ روّیہ ہم نے اختیار کیا وہ درست تھا، کتنے طالب علم ایسے ہیں جو داخلے کے وقت محنت کا وعدہ کرتے ہیں لیکن جب ان سے کام لیا جاتا ہے تو بس جان چرا لیتے ہیں خیال تو کیجئے مدرسہ اس لئے نہیں کہ یہاں اپاہجوں کی پرورش ہو۔ کاش ہم لوگ اس طرف توجہ کرتے ہیں

خوش ہوں کہ قوم ہمارے مدرسوں کو روپیہ دینے سے
احتراز کرتی ہے تاکہ ہماری آنکھیں کھلیں اور ہم صحیح معنوں میں
تعلیم جہالت اور بے روزگاری کے مسلے کی طرف توجہ کریں
اور آپ دیکھیں گے یہ ہو کر رہے گا۔

جیسا کہ آپ کو علم ہے عزیزی محمد احمد کو میں نے اسی
شرط پر دارالاقامہ میں داخل کیا گیا تھا کہ وہ تین مہینے تک آزمائشی
کام کرے مجھے خوشی ہے کہ وہ آزمائش میں پورا اترا ہے اس کے لئے
مزید سہولتیں بہم پہونچا دی گئی ہیں۔ بہرکیف عزیزی موصوف
کی ترقی خود اس کے رویہ پر منحصر ہوگی۔

آپ کا خیراندیش

پرنسپل مدرسہ اسلامیہ

اشرف۔ اجی یہی ہوگا کہ دوسرے مدرسے والے تو نرا بی۔اے
بنا دیتے ہیں۔ یہ حضرت بی۔اے کے ساتھ ساتھ اچھا مزدور
بھی بنا دیں گے ہم تب جانیں کہ اس مدرسہ سے نکلنے والے
اپنے میں اتنی طاقت اور صلاحیت پیدا کریں کہ وہ دوسروں

کے بھی کفیل ہوں۔

انور۔ خیر میری اور آپ کی عمر نے وفا کی تو یہ سب کچھ دیکھ لیں گے ورنہ آنے والی نسلیں تو شاہد رہیں گی ــــــــ ہاں تو صادق کا کیا حال ہے؟

اشرف۔ (جلدی سے) ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔ اس کا کاروبار تو کہیں سے کہیں پہنچ گیا ہوگا ــــــ چلئے آج اسی کے شہر میں چلتے ہیں۔

انور۔ واپسی کب تک ہوگی۔

اشرف۔ یہی کوئی دو دن میں۔

انور۔ بہتر

اشرف۔ (اٹھتے ہوئے) اچھا تو پھر میں تیار ہو کر آؤں

انور۔ اور چائے تو پی لیجئے۔ (آواز دیتا ہے) لڑکے! لڑکے

(پردہ)

تیسرا منظر

(صادق کا مکان ۔ صادق بدستور جوتوں کی مرمت کر رہا ہے۔ انور اور
اشرف داخل ہوتے ہیں۔)

اشرف ۔ (تعجب سے) صادق وہ پانسو روپیہ!

صادق ۔ (کھڑا ہو کر) مائی باپ ـــــــ میں جو کہوں گا تو آپ یقین
نہ کریں گے۔

اشرف ۔ (جلدی سے) کیا کسی کو سود پر دیا؟

صادق ۔ حضور میں کھد کر وچ ہوں۔

اشرف ۔ اس کو جانے دو ـــــــ میں ان روپوں کا قصہ سننا
چاہتا ہوں ـــــــ جلدی بتاؤ۔

صادق ۔ حضور ممصوا کا بیاہ کروایا تھا

اشرف ۔ (غصہ میں جلدی جلدی) ہیں بیاہ وہ بھی اس ننھے بچے کا (بچے
کی طرف اشارہ کر کے) بیوقوف میں نے روپیہ اسی لئے دیا تھا ایسی نادانی!

انور ۔ اس میں نادانی کی کیا بات ہے۔ کیا آپ نے اُسے روپیہ کے مصرف

کے متعلق کوئی تعلیم دی تھی۔ اسے محنت کرنی سکھایئے تربیت دیجئے تب اس سے کوئی توقع رکھئے۔

اشرف۔ (لہجہ بدل کر) انور صاحب ــــــ مجھے آپ کے اصولوں سے اتفاق نہیں یہ جو کچھ ہوا محض اس کی بیوقوفی اور نادانی تھی۔

انور۔ (سر ہلاتے ہوئے) اسی کا تو رونا ہے۔

اشرف۔ بات جاری رکھتے ہوئے۔ میں ایک اور آزمائش کے لئے مزید خرچ کرنے کو تیار ہوں (صادق سے) یہ پانسو روپیہ لو مگر خبردار ــــــ ہوشیاری سے ــــــ میں تم سے توقع رکھتا ہوں کہ جو میرے دل میں ہوگا وہی ثابت کروگے۔

صادق۔ حضور اس کا مطلب

اشرف۔ یعنی بہت بڑے مالدار۔

(دونوں جاتے ہیں)

صادق۔ (خوش ہو کر عجیب انداز سے) پھر مالدار ــــــ ارے منصوا ہم مالدار ــــــ تم مالدار ــــــ جگ مالدار ــــــ (بچے کو پیار کرتا ہے)

(پردہ)

چوتھا منظر

(مطبع کا ایک حصہ۔ ایک طرف دستی پریس رکھا ہے جس میں احمد ڈنڈا گھمانے کے فرائض انجام دے رہا ہے۔

احمد۔ (کام کا ایک حصہ ختم کرنے کے بعد ہاتھوں کو پھیلاتے ہوئے) کام میں انہماک کیسی دلچسپی پیدا کرتا ہے ——— میں بیکار رہتا تو کیا ہوتا ——— یہی کہ وقت کا کچھ حصہ گپ میں ختم ہو جاتا پھر دردِ سر ——— سوءِ ہضمی، آنکھوں میں چکر آنے کا راگ ڈاکٹر صاحب کے سامنے الاپتا۔

پریس مین۔ (لوگوں کو کام پر بلاتے ہوئے) چلو بھائی تیار ایسے سنّو سُننے بھی ہے؟

سنّو۔ (چلم کا کش لگا کے کھانستے ہوئے) ابھی آوے ہیں (دوسرا کش لگا کر) بھیّا جا بچہ کے (احمد کی طرف اشارہ کرکے) دم لینے دو ——— تھک گیو ہے ——— ارے بھگوان رام نام ست ہے۔

دوسرا مزدور۔ (سنتو سے) کیوں جی ——— ارے دوسرے مدر کے بالک ڈولے ڈولے پھرے ہیں ——— کام کاج کچھو نائی کریں ——— واکو کوئی پوچھن ہار ناہی؟

(ایک اور کش لگا کر) ارے بالک یا کے بارے میں داس کا کہین۔

اجگر کرے نہ چاکری پنچھی کرے نہ کام
داس ملوکا کہہ گیو داتا سب کا رام

پریس مین۔ (آواز لگاتے ہوئے) او سلفے والی کے ——— کچھ سننے بھی ہے۔

سنتو۔ (اٹھ کر ساتھیوں کو لیتے ہوئے) چلو بھائی ——— نوکری بھلی تو جگ بھلا۔

(احمد بدستور پریس پر کام کرتا ہی)

پریس مین۔ (کام کا کچھ حصہ ختم کرنے کے بعد) کیوں جی آج بچوں میں بڑی دہوم ہی ——— بچے کہتے پھرے ہیں ——— "محمد احمد کو صدر کا ووٹ دو ——— محمد احمد کو صدر کا ووٹ دو" اس کا کیا مطلب ہے۔

ستّو۔ (سلفہ بھرتے ہوئے) چا کا مطبل یو ہے۔

پریس مین۔ (بات کاٹ کر) اسے سُننے بھی ہے

احمد۔ ہمارے مدرسے میں ایک پنچائت ہو۔ وہ پنچائت مدرسہ کے
کاموں میں بڑی مدد دیتی ہے۔ ہر سال اس میں نئے نئے لڑکے
کام کرتے ہیں۔ اس کا ایک صدر ہوتا ہے۔

ستّو۔ (سلفہ بھر کر) بالک کہیں وا کا صدر احمد میاں کو بتاؤ؟

پریس مین۔ (خوش ہو کر) اور کیا یہی تو بات ہو۔

ستّو۔ (خوشی میں کھڑا ہو کر چٹکی بجاتے ہوئے) جے مطبل ہو ——
جے مطبل ہو —— (ایک طالب علم داخل ہوتا ہے مزدور
اور پریس مین لڑکے کے گرد اشتیاق کے ساتھ جمع ہو جاتے ہیں۔

طالب علم (احمد سے) فکر نہ کیجیے بس نتیجہ کا انتظار ہو۔ سب کچھ ٹھیک ہو گیا ہے

ستّو۔ کیوں جی ہم مدد کر سکتے ہیں؟

طالب علم۔ کیوں نہیں۔ مگر فی الحال ہمیں کوئی فکر نہیں ہو۔

ستّو۔ (پہلے کی طرح چٹکی بجاتے ہوئے) جے مطبل ہو ——
جے مطبل ہے۔ (اتنے میں لڑکوں کا ایک غول شور کرتے

ہوئے داخل ہوتا ہے)

طالب علم۔ محمد احمد۔

سب لڑکے۔ زندہ باد۔

سنتو۔ (اشتیاق سے) کا صدر ہو گیا۔

طالب علم۔ ہاں ہاں صدر ہو گئے۔

سنتو۔ (پہلے کی طرح چٹکی بجاتے ہوئے) جے مطبل ہو——

جے مطبل ہو۔

(لڑکے محمد احمد کو ہار پہناتے ہیں)

طالب علم۔ محمد احمد۔

لڑکے۔ زندہ باد۔

طالب علم۔ بزم ادب

لڑکے۔ زندہ باد۔

ڈراپ سین

تیسرا حصّہ

پہلا منظر

(صادق کا مکان ۔ صادق خوش و خرم نظر آتا ہی ۔ سامنے حقہ رکھا ہی
صادق کا دوست داخل ہوتا ہے ۔)

صادق کا دوست ۔ سلام صادق چچا ۔

(صادق حقہ پینے میں مشغول ہی)

دوست ۔ (معنی خیز تبسم کے ساتھ) اب کاہے کو جواب دیں گے بھیا
غریبوں کو کون پوچھتا ہے ۔

صادق ۔ سلام جی ۔ سلام ۔ آؤ ۔ آؤ ۔ بھائی بڑے دنوں کے بعد آئے
کہو بجار کا کیا حال ہے ۔

دوست ۔ بھائی کچھ نہ پوچھو مٹی پلید ہی ۔ محنت میں کچھ نہیں رکھا ہے
دن بھر محنت کرو تو چار چھ آنے مل جاتے ہیں ۔

صادق ۔ سچ ہی ۔

دوست ۔ اب تو کوئی ایسا دھندا کرنا چاہیئے کہ دم کے دم میں مالدار

ہو جائیں —— ہمارے سامنے کی بات ہے وہ موہن کنجڑے کو دیکھو کیا امیر بنا بیٹھا ہے پہلے پان بیچا کرے تھا پھر جو قسمت لڑائی تو لڑ ہی گئی۔

صادق (سر ہلاتے ہوئے) سچ کہتے ہو۔

دوست۔ (کان میں) جو ہمت کرو تو یہ روپیہ بہت ہے۔

صادق۔ بھیّا اس کام میں ایک ساتھی کی ضرورت تھی سو وہ تو تم مل گئے —— اب یہ سوچا ہے کہ شروع کس طرح کریں۔

دوست۔ (ہاتھ مار کر) اجی یہ بات ہم سے پوچھو۔ ہم نے تو بہت دنوں سے ترکیب سوچ رکھی تھی پر یہ (ہاتھ سے روپوں کا اشارہ کرتے ہوئے) نہیں تھا۔ اب تمھارے پاس یہ (ہاتھ سے روپوں کا اشارہ) اور ہمارے پاس ترکیب —— سو دونوں برابر کے حصے دار۔

صادق۔ ہاں ہاں یہ تو ہوئے گا —— بھلا شرط کیا چال چلیں؟

دوست۔ سنو آج کل یہاں "اساکوس" نجانے سُسرا کچھ ایسا ہی نام ہے —— سرکس آیا ہے۔ وہاں روز لاٹری پڑا کرے ہے —— تم تو لاٹری سمجھتے ہونا —— ——

صادق۔ ہاں ہاں سمجھوں ــــــ میں اتنا بھی بے وکوف نائی۔
دوست۔ اس میں روج کسی کو سائیکل ملے ہے۔ کسی کو روپیہ کسی کو گاڑی ــــــ کسی کو گھوڑا۔
صادق۔ (خوش ہو کر ہاتھ ملاتے ہوئے) ہاں ہاں ایک تو یہ رہی
دوست۔ اور جو پانچ روپیہ کا ٹکٹ لیا تو موٹر کا نمبر ــــــ
صادق۔ بھیا ملا ہاتھ پانچ گیا دس سئی۔
دوست۔ اور جو کئی آدمی مل کر روج تماشہ دیکھنے گئے تو کیا عجب کہ سارے انعام ہمیں ملیں۔
صادق۔ اجی مصوا کو سے جایا کریں گے، مُنوا کو سے جایا کریں گے۔
دوست۔ خیر یہ تو ہوئی سرکس کی بات ــــــ اب اور سُنو۔

(اس موقع پر صادق اُس کے قریب ہو جاتا ہے)
دوست۔ سٹے کا حال تو تم جانتے ہو۔

صادق۔ ارے جانتا کیسے نہیں ——— اب دیکھیں کون
مقابلہ کرتا ہے۔

دوست۔ آج کل گھوڑ دوڑ ہونے والی ہے۔ دو گھوڑے بھی جیت
لئے تو بیچاروں سے گھر آ جائے گا۔

صادق۔ (اچھل کر) بس بس بس (اٹھتے ہوئے) ... چلو سب
کا صفایا کریں۔

(پردہ)

دوسرا منظر

(صادق کے مکان کی گلی ——— صادق سرکس اور سٹے بازی
میں روپیہ برباد کر چکا ہے۔ اب وہ دروازے کے سامنے
بیٹھا رو رہا ہے۔)

(روتے ہوئے) ہائے میرے دیا ہے ——— اب
سٹے یا جی نہ کریں گے ——— ارے تیرا ناس جائے رے

دوست (سمجھاتے ہوئے) گھبراؤ نہیں ——— یہ تو دوسروں

کا دیا ہوا روپیہ کھرچ ہوا ہے ـــــ میں کہیں سے
سو روپیہ اور ادھار لاؤں گا۔
(کسی قدر لہجہ بدل کر) ہائے ـــــ ہائے ـــــ
کہاں سے لاؤ گے۔
اجی اُسی موہن سے۔
(روتے ہوئے) ارے میں تو سو روپے [illegible]
چکا رہے اُس سے۔

تیسرا منظر

انور کا ملاقاتی کمرہ۔ سامان کی ترتیب پہلے سے مختلف
اشرف داخل ہوتا ہے۔

انور۔ (پہلے دیکھ کر) السلام علیکم اشرف صاحب۔
اشرف۔ وعلیکم السلام بھائی صاحب۔
انور۔ تشریف رکھئے (کرسی پیش کرتا ہے)

اشرف ۔ (بیٹھتے ہوئے) جی ہاں بیٹھتا ہوں)

انور ۔ کہئے اب تو دنیا بدل گئی ہے ۔

اشرف ۔ ہاں بدلتی رہتی ہے ۔

انور ۔ صاحب محمد احمد نے کمال کر دیا ۔ خیال تو کیجئے فقیر کا لڑکا ـــــ آپ کے سامنے کی بات ہے ـــــ کس قدر زمین حاصل کر لی ـــــ کیا باغ لگایا کھیتی باڑی الگ رہی وسیع احاطہ میں ضروری کارخانے ـــــ پھر سب سے بڑی بات یہ کہ باغ کے ایک حصہ میں بچوں کا مثالی مدرسہ ـــــ بچے کام کاج کرتے ہیں ـــــ لکھتے ہیں ـــــ پڑھتے ہیں ـــــ غرض کہ بچوں کی چھوٹی سی دنیا قائم کر دی ہے ـــــ پھر کتنے مزدور ـــــ ان بچوں سے خوب کام لیتا ہے ـــــ محنت کرتے ہیں اور روٹی کھاتے ہیں ـــــ پیسہ کسی کو نہیں دیتا اور کیوں دے؟ ـــــ عیش اڑانے کے لئے (ـــــ محنت کرو اور روٹی کھاؤ ۔

اشرف ۔ ایسا ہی ہوتا ہے ۔

انور۔ اب تو لوگ محمد احمد کے مدرسے اور کاروبار میں مدد کرنا فخر سمجھتے ہیں۔

اشرف۔ افسوس ہے صادق نے میری منشا پوری نہ کی۔

انور۔ منشا کیسے پوری ہوتی؟ یہ ممکن ہی کیوں کر تھا؛

لیس للانسان الا ما سعیٰ

(پردہ)

چوتھا منظر

محمد احمد کے کاروبار کا وسیع احاطہ ——— باغ کے ایک حصے میں بچوں کا مثالی مدرسہ ——— دوسری طرف نجاری کا کارخانہ ——— تیسری طرف آہن سازی کا کام ——— ایک طرف بھک منگے کام کرتے ہوئے نظر آتے ہیں ——— وسط میں چند میز کرسیاں رکھی ہیں۔

——— محمد احمد حسابات کی پڑتال کر رہا ہے۔ انور اور اشرف داخل ہوتے ہیں۔ محمد احمد تپاک سے دونوں کا خیر

مقدم کرتا ہے)

احمد۔ اشرف سے گلے ملتے ہوئے) اخاہ۔۔۔۔۔بھائی صاحب بہت دنوں کے بعد تشریف لائے (پھر انور سے ملتا ہے)

انور۔ چلئے اشرف صاحب کو مدرسے اور کارخانے کی سیر کرالائیں۔

احمد۔ رجسٹر وغیرہ بند کرتے ہوئے) شوق سے (ایک طرف جاکر) دیکھئے یہاں نجاری کا کام ہوتا ہے۔ عام طور پر چوتھی جماعت سے لے کر چھٹی جماعت تک کے لڑکے کام کرتے ہیں اس وقت یہ اپنے مدرسہ کا فرنیچر تیار کر رہے ہیں (دوسری طرف جاکر) یہاں ہر قسم کی دری بنائی جاتی ہے۔ شہر کے سب جلد ساز یہیں سے خریدتے ہیں مگر کیا کریں پیداوار کم اور نکاسی زیادہ۔ (تیسری طرف جاکر) یہاں کچھ مزدور کام کر رہے ہیں۔ یہ وہی مزدور ہیں جو آج سے کچھ دن پہلے بھیک مانگا کرتے تھے۔ مگر اب کام کرتے ہیں۔۔۔۔۔زیادہ خرچہ نہیں پڑتا۔۔۔۔۔دال روٹی سب کو مل جاتی ہے۔ (گھنٹی بجنے

کی آواز سنائی دیتی ہے، لیجئے وہ گھنٹی بج رہی ہے لڑکے ہر جمعرات کو یہاں باغیچہ میں جمع ہوا کرتے ہیں ہفتہ بھر کی خبریں سناتے ہیں۔ مکالمہ ہوتا ہے۔ چیدہ چیدہ نظمیں پڑھتے ہیں آیئے ہم بھی وہیں بیٹھیں لڑکے جمع ہو جاتے ہیں اور نظمیں پڑھی جاتی ہیں۔

ایک طالب علم۔

۱۔ علم کی دولت کمالی جس نے وہ ہے مالدار
ہے یہ وہ دولت کہ ناممکن ہے دنیا سے شمار

۲۔ عزم جو کچھ ہو مگر وہ پختگی کے ساتھ ہو
جو ارادہ دل میں پیدا ہو نہایت پائیدار

۳۔ محنتیں ضائع نہیں جاتیں کسی کی اے عزیز
سب کی محنت کا صلہ دیتا ہے خود پروردگار

۴۔ بارآور کوششیں ہوتی ہیں ہر انسان کی۔
سینچتا ہے باغباں پودے تو آتی ہے بہار

۵۔ رات دن تو دیکھتا ہے کوششوں کا حاصل

پھونک کی محنت سے پگھلاتا ہے لوہے کو لہار

۶۔ تو جو چاہے میں بلا محنت کے کچھ حاصل کروں
غیر ممکن ہے یہ نشتر چاہے سر پٹکے ہزار

دوسرا طالب علم

۱۔ مجھے ایک ننھا سا لڑکا نہ سمجھو
مجھے اس قدر بھولا بھالا نہ سمجھو

۲۔ مجھے کھیلنے ہی کا شیدا نہ سمجھو
سمجھتے ہو ایسا۔ تو ایسا نہ سمجھو

۳۔ میں طاقت میں رستم سے بہتر بنوں گا
بہادر بنوں گا۔ دلاور بنوں گا

۴۔ میں پڑھ لکھ کے اک روز افسر بنوں گا
ارسطو بنوں گا۔ سکندر بنوں گا

۵۔ نہ میں دل دکھانے کی باتیں کروں گا

نہ ہرگز رُلانے کی باتیں کروں گا

۶ - میں بلکہ ہنسانے کی باتیں کروں گا
دلوں کو ہِلانے کی باتیں کروں گا

کورس -

۱- الٰہی ذرا شان وسعت دکھا دے
جہاں تک بڑھے میری قسمت بڑھا دے
۲- زباں دے تو ایسی، ہلا دوں جہاں کو
جو سوتے ہوؤں کو بھی یارب جگا دے
۳- جو مضمون لکھوں میں ہو فخرِ صحافت
جو سنگین دل ہوں انھیں بھی ہلا دے
۴- شجاعت ہو ایسی کہ کوہ گراں کو
ضرورت پڑے گر تو پیچھے ہٹا دے
۵- میں کام آؤں تو قوم کے کام آؤں

غریب اور بے کس کا حامی بنا دے

۶۔ میں نشترؔ خدا کو خدا مانتا ہوں
جو چاہے تو بگڑی ہوئی کو بنا دے

تیسرا طالب علم۔

۱۔ کاموں کا ایک پورا دفتر پڑا ہوا ہے۔
ایک ایک لمحہ کرکے دن بھی گذر رہا ہے

۲۔ یہ بھی تجھے ہی معلوم اب یا نہیں کبھی پھر
لیکن عجب تو یہ ہے پھر بھی تو سو رہا ہے

۳۔ وقت عزیز غافل ناحق تو کھو رہا ہے
اُٹھ اور کام کرلے اُٹھ اور کام کرلے

۴ محنت کے جو ہیں خوگر دنیا انھیں کا گھر ہے
ان کو نہ خوف کوئی ان کو نہ کوئی ڈر ہے

۵۔ دنیا میں وہ کہیں ہوں آرام سے رہیں گے

ہے عقل ان کی ساتھی اللہ راہبر ہے

۶۔ کاہل تجھے بھی خواہش اقبال کی اگر ہے

اُٹھ اور کام کرلے اٹھ اور کام کرلے

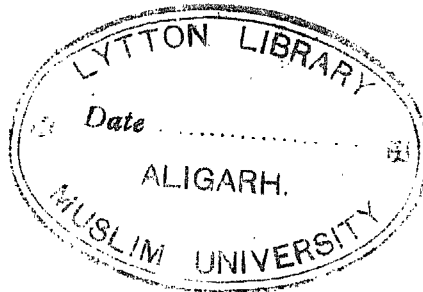
(نظم کے آخری حصہ پر صادق فقیرانہ لباس پہنے آواز لگاتے باغیچہ میں داخل ہوتا ہے۔ اشرف حیران رہ جاتا ہے۔)

انور۔ ارے، یہ تو صادق!

(صادق ایک طرف سے داخل ہو کر دوسری طرف سے چلا جاتا ہے۔ اس کی صدا جاری رہتی ہے۔)

دے دے خدا کی راہ میں پیارے ہمت ہو گر دینے کی

ڈراپ سین



محمد عبدالغفار صاحب مدھولی
کے
دوسرے ڈرامے

قوم پرست طالب علم	۵ر
اسکول کی زندگی	۷ر
بچوں کا انصاف	۵ر
کایا پلٹ	۴ر
جھوٹا لڑکا	۴ر
چور لڑکا	۶ر



مکتبہ جامعہ
دہلی۔ نئی دہلی۔ لکھنؤ۔ بمبئی ۳



پیام تعلیم

جامعہ سے بچوں کیلئے ایک ماہانہ رسالہ "پیام تعلیم" کے نام سے نکلتا ہے۔ اس کے ذریعہ انھیں اچھی اچھی کہانیاں سنائی جاتی ہیں اور خالی وقت میں مصروف رکھنے کیلئے کارآمد مشغلے بتائے جاتے ہیں۔ سال میں ایکبار سالنامہ شائع ہوتا ہے۔ جسے مفید اور دلچسپ معلومات کا مخزن کہنا چاہیے۔

چندہ سالانہ تین روپے

DUE DATE

غ١٢٤ ٨٩١٤٦٣٢٢

(٣)

٣٣٠٢١

Date	No.	Date	No.